Fikr-o-Nasar (Islamabad) 12:10-11 (1975)

انقلاب نبویؐ

عبد الواحد ہالے پوتا

سلسلۂ رسالت اور بعثتِ انبیاء کی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انبیا جو صاحبِ کتاب یا حاملِ صحیفہ ہوئے اور جن کی اپنی قومیں تھیں، جن کی تعلیم و تربیت کے لئے وہ معبوث ہوئے، ایسے انبیاء کی آمد نے ان اقوام کی کایا پلٹ دی اور ان کی زندگیوں میں عظیم انقلاب آگیا۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آمد سے پہلے کے دور اور آمد کے بعد کے دور کا اگر تقابلی مطالعہ کریں تو دونوں میں بڑا فرق پائیں گے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے بعد کے دور میں یہودیوں کی زندگی کا ان کی آمد سے پہلے کی زندگی سے مقابلہ کریں تو معلوم ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے ان کی قوم کی تاریخ میں نمایاں تبدیلی ہوئی۔ ان کے عقائد میں انقلاب آگیا۔ ان کے رہنے سہنے کے طریقوں میں انقلاب پیدا ہوا۔ زندگی کے متعلق ان کے نقطۂ نظر میں انقلاب رونما ہوا۔ اسی طرح ایک نبی کا دور دوسرے نبی کے دور سے مختلف معلوم ہوگا۔ حضرت عیسیٰؑ کا دور حضرت موسیٰؑ کے دور سے الگ اور جدا گانہ نظر آئے گا۔ ان کے دور میں بہت سی ایسی اہم خصوصیات نظر آئیں گی جو حضرت موسیٰؑ کے دور میں نہیں تھیں۔

حضرت موسیٰ کی تعلیمات کی وجہ سے یہودیوں کی زندگی میں ایک اجتماعی اور قومی نظام مرتب ہو چکا تھا۔ لیکن ان میں ایک طرف قومی عصبیت پیدا ہو چکی تھی تو دوسری طرف دنیوی اسباب عیش اور مادی فوائد کی جستجو میں انہماک بھی حد سے گذر چکا تھا۔ روحانی تقاضوں کے مقابلہ میں دنیوی زندگی کی ضروریات ان کے لئے زیادہ پرکشش تھیں۔ جس کے باعث ان میں وہ تمام خرابیاں پیدا ہوگئیں جو مادہ پرستی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی اصلاح کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجا۔ حضرت عیسیٰ کی تعلیم سے ان کی زندگیوں میں ایک انقلاب پیدا ہوا۔ لوگوں کی توجہ دنیوی اور مادی زندگی میں انہماک

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

سے ہٹ کر اُخروی اور روحانی زندگی کی طرف ہوگئی۔ آخرت کا تصوّر ان کی دینوی زندگی کے رہن سہن پر بھی اثر انداز ہوا۔ رفتہ رفتہ لوگ ترکِ دنیا کر کے اپنے شب و روز کو آخرت کے لئے وقف کرنے کو اعلیٰ دینی نصب العین سمجھنے لگے۔ رہبانیت کو فروغ ہوا۔ حضرت عیسیٰ کی اتباع کرنے والوں میں خانقاہوں کی تعداد بڑھنے لگی جہاں دیندار لوگ دنیا سے منہ موڑ کر اپنی عمریں گذار دیتے تھے۔ اس دور میں خانقاہوں میں بیٹھنا، سادھوؤں کی طرح ایک جگہ بیٹھ کر سادھنا کرنا اور جسم کو فاقہ کشی اور دوسرے طریقوں سے اذیت دینا، یہ اور اس قسم کے دوسرے اعمال بہترین روحانی کام سمجھے جاتے تھے۔ ترک دنیا اور گوشہ نشینی سے تعلق رکھنے والی مختلف اقدار زندگی کی اہم قدریں شمار ہونے لگیں اور ان سے وابستہ لوگ سب سے زیادہ قابلِ عزت اور لائق احترام ہستیاں تصور کئے جانے لگے۔

اس کے بعد جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ظہور ہوا تو دنیا میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ حضور کی بعثت سے ایک نئی صبح طلوع ہوئی سارے جہان میں ایک نئی روشنی لمعہ افگن ہوئی۔ "سراج اور قمر منیر" کی آمد سے ساکنانِ ارض کے شب و روز کی تیرگی کافور ہوگئی۔ کائنات ارضی میں اس کی تاریخ کا عظیم ترین انقلاب رونما ہوا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین اسلام دنیائے موجود کے تمام مذہبی نقطہ ہائے نظر پر حاوی ہوگیا۔ ماقبل اسلام کی ایسی اقدار جو اس بین الاقوامی دستورِ حیات اور عالم انسانیت میں وحدت پیدا کرنے والے تاریخی انقلاب سے متصادم تھیں سب کی سب کم عیار ٹھہریں۔ غرض تاریخِ انسانی کا نیا دور شروع ہوا۔ جسے دورِ مصطفوی کہا جاتا ہے اس دور میں نورِ مصطفوی کی شعائیں مشرق سے مغرب تک اور چین سے یورپ تک بلکہ دنیا کے ہر خطہ میں منعکس ہوئیں۔ جس کے اثرات کے نتیجہ میں نئے علوم و فنون، طبعیاتی سائنس اور جدید فلسفہ الٰہیات وجود میں آیا۔ جس سے عالمِ بشریت ابھی تک ناآشنا تھا۔ اس کے ساتھ ہی انسان کی اجتماعی زندگی، مادی ترقی اور روحانی ارتقاء کی راہیں کھل گئیں۔ جو تہذیب و تمدن کی ہمہ جہتی نشو و نما کے لئے محرک ثابت ہوئیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انقلابی منشور قرآن کریم کی تعلیمات سے ہمہ گیر تبدیلیوں کا آغاز ہوا۔ ارشادِ خداوندی "اقرأ" (پڑھ) سے علم و فن کے دروازے کھل گئے۔ تفکر و تدبّر کی

آیات نے سائنس اور حکمت و دانائی کو فروغ بخشا ... ... مذہب ... نے غلامی کی زنجیریں کاٹ دیں۔ غلاموں کو آزادی ملی اور انسان نے عزت و استقلال کا سبق سیکھا۔ توحید کی تعلیم سے وحدت انسانی اخوت، مساوات، ہمدردی، بھائی چارہ اور بین الاقوامیت کے تصورات وجود میں آئے۔ قیصر و کسریٰ کو بھیجے گئے مکتوبات میں "ہلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ - ھلک قیصر فلا قیصر بعدہ" کی پیشین گوئی کے بعد استبدادی حکومتوں کا دور ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔

یہ نبی کریمؐ کی تعلیمات کا انقلاب آفریں اثر تھا جس کی وجہ سے ہزاروں برس سے قائم استبدادی حکومتوں کا بیلخت خاتمہ ہو گیا۔ اس کے بعد اگر کہیں کہیں ایکا دکا اس قسم کی حکومتیں رہ گئیں تو وہ برائے نام تھیں اور ان کی حیاتِ مستعار کے دن تھوڑے تھے۔

قرآن کریم کا ایک کلمہ "قم" (یا ایھا المدثر قم فانذر) سے روحانی دنیا میں ایک انقلاب آ گیا جس کے بعد رہبانیت کی زندگی بسر کرنے یا گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر سادھنا کرنے کی اہمیت ختم ہو گئی اور اس کی جگہ ایسے کاموں نے لے لی جن میں دین و دنیا دونوں کی بھلائی موجود ہو۔ کسبِ حلال۔ خدمتِ خلق اور رفاہ عام کے کام کرنا، لوگوں کو صحیح تعلیم سے آراستہ کرنا، حق کی تائید و حمایت میں جد و جہد کرنا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض ادا کرنا، لوگوں کو تعلق باللہ اور تقرب الی اللہ کے مفہوم سے آشنا کرنا، عزلت میں بیٹھنے کی بجائے اٹھ کر زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی کے لئے کوشش کرنا۔ مطلب یہ کہ بیک وقت مادی اور دینی، جسمانی اور روحانی، دنیوی اور اخروی زندگی کی صلاح و فلاح کے لئے سعیٔ پیہم اور جہدِ مسلسل کو انسان کا منتہائے مقصود قرار دیا گیا جس کی وجہ سے وہ پرانی قدریں بدل گئیں جو ہزارہا برس سے سادھوؤں، راہبوں اور جوگیوں کا شعار بنی ہوئی تھیں۔ اس نئے دور میں زندگی کو مذہبی (SACRED) اور لامذہبی (SECULER) میں تقسیم کرنے کا تصور بھی بے معنی ٹھہرا۔ اس لئے کہ مصطفوی تعلیم کے نور سے زندگی کا ہر پہلو مکمل طور پر روشن ہوتا ہے۔ اس میں مادی خوشحالی روحانی ترقی سے وابستہ رہتی ہے اور روحانی ترقی مادی زندگی کو اجاگر کرتی ہے۔

نظامِ مصطفےٰ میں یہ جامعیت اسی لئے ہے کہ حضور اکرمؐ کی شخصیت جامع کمالات ہے۔ قرآن کریم کی تعلیمات جو آپ پر نازل ہوئیں وہ انسان کی دینوی و اخروی، انفرادی و اجتماعی زندگی

نیز زمانہ حال و مستقبل سب کے لئے جامع اور مکمل ضابطہ حیات اور کامل نمونہ ہے۔ جس کے مقابلہ میں دنیا کا کوئی دوسرا نظام یا نظریہ حیات نہیں لایا جا سکتا۔ قرآن حکیم کا یہ چیلنج **فأتوا بسورۃ من مثلہ** چودہ سو سال سے چلا آرہا ہے اور آج تک اس کا جواب نہیں دیا جا سکا۔

بحیثیت خاتم النبیین حضور اکرمؐ کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ بین الاقوامی سطح پر پوری انسانیت کے لئے ایک ایسا دستور زندگی اور اجتماعی نظام مرتب کیا جائے جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہو اور جس کے ذریعے فرد، معاشرہ اور اقوام عروج اور ترقی کی منزلیں طے کر سکیں۔ یہ جامع دستور کامل دین اور مکمل نظام جو ہر خطہ زمین اور ہر زمانہ کے لئے کارآمد اور قابل عمل ہے اور جس کو اختیار کئے بغیر انسانیت کی ترقی و خوشحالی ممکن نہیں حضور اکرمؐ کے واسطے سے عطا کیا گیا اور ظاہر ہے کہ ایسا دین کسی ایسے ہی پیغمبر پر اتارا جا سکتا تھا جو جامع، کامل اور مکمل شخصیت کا مالک ہو۔

اس جامع کمالات اور بے مثال شخصیت کا تعارف کرانے کے لئے شاہ ولی اللہ دہلوی لکھتے ہیں:-

حضور اکرمؐ کی شخصیت اور مقام نبوت کا اندازہ لگانے کے لئے مناسب یہ ہوگا کہ آپ کی ایک شخصیت میں چار قسم کی شخصیتوں کا تصور کریں جو ذات واحد میں جمع کر دی گئی ہیں۔ (۱) ایک شخصیت بادشاہ عادل کی جو بالطبع شاہ عالم ہو اور جس کے اندر اس قدر جذب کی کیفیت ہو کہ اس کے پرتو سے لوگوں میں اتحاد و اتفاق روز بروز ترقی پذیر ہو اور لوگوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے ساتھ یگانگت، الفت اور موانست پیدا ہو۔ اس وصف کی طرف قرآن کریم نے ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے الف بین قلوبھم لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم۔ اور اس نے ان کے دلوں کو جوڑ دیا۔ اگر تم دنیا جہان کی دولت صرف کرتے تو بھی ان کے دلوں کو نہ جوڑ سکتے۔ (۲) دوسری شخصیت حکیم مفکر اور مدبر کی ہے۔ یہ صفت بھی حضور اکرمؐ کی شخصیت میں بدرجہ کمال پائی جاتی ہے جس سے حکمت کی تعلیم، علم الاخلاق تدبیر منزل اور سیاست مدن کے فیوض صادر ہوتے ہیں۔ اس صفت کی طرف ان الفاظ میں اشارہ ہے۔ یوتی الحکمۃ من یشاء ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا۔

اللہ جس کو چاہتا ہے حکمت دیتا ہے اور جس کو حکمت دی گئی اسے بڑی دولت دی گئی ۔

(۳) تیسری شخصیت عارف کامل کی ہے جو روحانیت اور تزکیہ قلب اور تہذیب نفس کے طریقوں کو سکھاتا ہے ۔ اور جس سے کرامات اور خوارق صادر ہوتے ہیں ۔ اور جس کے روحانی ارشادات اور اثرِ صحبت سے گم گشتگانِ راہ ہدایت پاتے ہیں ۔ اس صفت کی طرف آیت " ویزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمۃ " میں اشارہ کیا گیا ہے ۔ (۴) چوتھی شخصیت جبرائیلیت کی ہے جس میں تعلق باللہ، روحانی اور الہی علوم اخذ کرنے کے لئے واسطہ بننا، ان علوم کو انسانیت کی طرف منتقل کرنا ، اور جو علوم ملأ اعلیٰ سے اس کے قلب و دماغ پر القاء ہوں ، ان کو بہ سہولت جذب کرنا شامل ہیں ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ ستودہ صفات بیک وقت ان چاروں شخصیتوں کی جامع تھی ۔ اور یہ آپ کی اس جامعیت کا ہی فیضان تھا کہ آپ نے ایک ایسی قوم کو جو آگ کے کنارے کھڑی تھی ، نفاق اور ابتری کا شکار تھی ، باہمی لڑائی جھگڑوں میں جس کی قوتیں صرف ہو رہی تھیں اور جو خود اپنے محسن کی ایذا رسانی کے درپے تھی ، ایسی قوم کو آپ کی نگاہِ کیمیا اثر نے ایک متحد و متفق امت میں تبدیل کر دیا ۔ جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ، فتوحات حاصل کیں ، کفار کو شکست دی ، جاہلیت کو مٹایا ، کفر و شرک اور ظلم و ستم کا خاتمہ کیا ، علم کی روشنی پھیلائی ، اخلاقی مفاسد کا قلع قمع کیا ، بغض و عناد ، حقد و حسد ، عداوت اور کینہ جیسے امراض کا علاج کیا ۔ جس کے بعد دینِ حق کے پیرو اس طرح باہم شیر و شکر ہو گئے کہ اس کے آگے خون کے رشتے بھی ہیچ تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے اس کیفیت کو امت مسلمہ پر اپنا خاص احسان بتایا ہے ۔ " واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا "

اور اس امت نے بعد میں بھی یہ مشن جاری رکھا اور ان کی کوششوں سے علوم و فنون ، سائنس اور تہذیب و تمدن کا کارواں آگے بڑھتا رہا ۔

تاریخِ انسانی کا یہ ایک ایسا انقلاب ہے جس کی نظیر نہ ماضی میں تلاش کی جاسکتی ہے

اور نہ آئندہ کبھی دنیا پیش کر سکے گی ۔ اس لئے کہ دنیا میں اب کسی ایسی شخصیت کا ظہور نہیں ہوگا جو ان صفات کی حامل ہو جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں جمع کر دی گئی تھیں ۔ البتہ آپ کے اسوہ کی پیروی کر کے آئندہ بھی بقدر سعی و کوشش اس قسم کے نتائج حاصل کیے جا سکتے ہیں ۔ وما توفیقی الا باللہ ۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

بنیانُ قومٍ تہدّما

۱۱ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ مطابق ۲۵ مارچ کو سعودی عرب کے فرماں روا شاہ فیصل کو شہید کر دیا گیا ۔ شاہ فیصل مرحوم و مغفور کی شخصیت عالم اسلام کے لئے اس وقت کئی اعتبار سے انتہائی اہم تھی ۔ وہ پاسبانِ حرم ہونے کے علاوہ ملتِ اسلامیہ کے اتحاد و اتفاق کی ایک زندہ علامت تھے ۔ پاکستان کے ساتھ انہیں جو خصوصی تعلق تھا، سب جانتے ہیں ۔ ہمیشہ آڑے وقت میں انہوں نے پاکستان کا ساتھ دیا ۔ وہ ایک اسلامی ملک کے بادشاہ تھے لیکن آج دنیائے اسلام کا بچہ بچہ ان کی بے وقت جدائی پر غم زدہ اور سوگوار ہے ۔ اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ شاہ کو ملت کا غم تھا ۔ پھر ملت کیوں نہ ان کا غم کرے ۔ ہم بھی ان کے غم میں اشکبار ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ملتجی ہیں کہ وہ مرحوم شاہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے ۔ ان پر اپنے بے پایاں انعامات کے دروازے کھول دے اور ملت اسلامیہ کو ان کا نعم البدل بھی عطا کر دے جو اسی خلوص کے ساتھ بلکہ مزید بر آں ملت کی خدمت کرے ، آمین ،